کوئی تو بات ہو ایسی

ریحانہ آفتاب

اسلام علیکم

اگر آپ نئے لکھاری ہیں اور اپنے ناولز کو آن لائن ویب سائٹ پر شائع کروانا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنے ناولز یونی کوڈ یا ورڈ فائل میں ای میل کیجیئے۔ آپ کے ناولز کو ہماری اس ویب سائٹ پر شائع کیا جائے گا۔

www.colorofbooks.com

یہ ویب سائٹ اُردو ادب کی ترویج واشاعت اور لکھاریوں کو ایک معیاری پلیٹ فارم کی فراہمی کے لئے بنائی گئی ہے۔ ناولز، کتابیں اور افسانے شائع کروانے کے لئے یونی کوڈ یا ورڈ فائل میں ہمیں ان ای میل ایڈریسز پر میل کیجیئے۔

colorofbooks@gmail.com

itsprimenovels@gmail.com

لکھاری ناولز کے ساتھ اپنا مختصر تعارف ضرور دیں (نام، قلمی نام، شہر، کب سے لکھنے کا آغاز کیا، آگے کیا لکھنے کا ارادہ ہے، ریڈرز کے لئے کوئی پیغام)۔ اپنے ہر ناول کا مختصر (چند سطروں پر مشتمل) خلاصہ ضرور دیں۔

کسی بھی لکھاری کے فیس بک، انسٹاگرام، واٹ پیڈ اکاؤنٹ کا لنک ناولز کے ساتھ پوسٹ نہیں کیا جائے گا۔

www.colorofbooks.com

ریحانہ آفتاب

کوئی تو بات ہو ایسی

www.colorofbooks.com

"نبیل فاروقی میں آپ سے آج دو دو ہاتھ کرنے آئی ہوں۔"

"اللہ مظلوم کے ساتھ ہے۔"

"بات کو شوخی میں نہ ٹالیں، پچھلے ہفتے سے میں مسلسل آپ کو فون کر رہی ہوں مگر لائن مل کے نہیں دے رہی تھی آج ملی ہے تو موقع ضائع کیوں کروں، مجھے آپ سے سخت گلہ ہے۔"

"ایسا میں نے کیا کر دیا ہے ذرا جلدی گوش گزار کریں دل "بغاوت" پہ اتر آیا ہے۔ اس سے پہلے کہ میں لائن کٹ کے کہوں لائن ڈراپ ہو گئی ہے۔"

"آپ کمال کے ہیں۔" وہ ہنستے ہوئے بولی تھی۔

"آپ کو کیسے خبر ہوئی میرے والد کا نام کمال ہے۔" ادھر سے ہنوز سنجیدگی سے جواب موصول ہوا۔

"پچھلے دنوں آپ نے اپنا ایک شعر سنایا تھا میں اس کے خلاف احتجاج کرنے آئی ہوں۔"

"وہو۔ کیوں۔" اس کے لبوں سے بے ساختہ قہقہہ پھوٹ پڑا۔ "بڑا ہی عجیب شعر کہا ہے آپ نے۔ کوئی تو بات ہو ایسی جو سب میں نمایاں کر دے میں کسی عام سی لڑکی کا نہیں ہو سکتا اگلہ مصرعہ نبیل فاروقی نے مکمل کیا تھا۔

"یہ کیا شعر ہوا بھلا" کالر کا لہجہ خفگی لیے ہوئے تھا۔

نبیل فاروقی ہنوز اس کے روٹھے انداز پہ ہنس رہا تھا۔

"اتنا خوب صورت تو شعر کہا ہے میں نے، داد دینے کی بجائے آپ لڑ رہی ہیں۔"

"تو کیوں نہ لڑوں؟"

"آپ بے شک لڑیں لیکن پھر بھی میں کسی عام سی لڑکی کا نہیں ہو سکتا۔" نبیل فاروقی نے چڑانے والے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا تھا۔ کالر دو بدو بحث کرنے لگی تھی۔

ہیڈ فون کان سے ہٹا کے وہ بے ساختہ آئینے کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔ گندمی رنگت، کالی آنکھیں، چھوٹی سی ناک، نارمل قد بالکل عام سی تو تھی وہ چہرے پر ہاتھ پھیر کے اک اک نقش کو چھو کے وہ بغور اپنا جائزہ لے رہی تھی۔

"دلکش لائٹ بند کرو پلیز، نبیل بھائی کے پروگرام سے لائٹ کا تو کوئی تعلق نہیں ہے۔" دوسرے بیڈ پہ سوئی جبیں نے چادر سے سر نکال کر جھنجھلاتے ہوئے کہا۔ "خود تو پروگرام سنتی ہو اور لائٹ جلا کے روز میری نیند خراب کرتی ہو، شادی کے بعد روبرو سنتی رہنا تمہاری شادی پر تو میں شکرانے کے نفل پڑھوں گی۔"

لائٹ بجھا کے وہ خاموشی سے ہیڈ فون لگا کے بیٹھ گئی۔ جبیں چادر تانے سو رہی تھی۔ وہ پروگرام کی طرف متوجہ ہوئی۔ آنے والی کالر سے وہ بڑا دل لگا کے بات کر رہا تھا۔

"نبیل بھائی سنا ہے آپ کی شادی ہو رہی ہے۔"

"کہاں سے سن لیا آپ نے، آخر اتنی راز کی باتیں آپ لوگ سن کیسے لیتے ہیں۔"

"آپ تصدیق و تردید کریں بس۔"

"جی ہاں ہو تو رہی ہے رہائی کے دن ختم ہو رہے ہیں۔" ٹھنڈی آہیں بھر کے کہا گیا۔ اس کا دل جیسے پاتال میں اترنے لگا۔ کیا شادی اس کے لیے ایک بندھن اک رشتہ نہیں اک قید ہے۔

"کب ہو رہی ہے شادی؟"

"بڑا پرسنل سوال ہے، ڈیوٹی آفیسر سے کیوں ڈانٹ پڑوانا چاہ رہی ہیں۔"

"جب آپ کہتے ہیں کہ آپ کا اپنا ریڈیو اسٹیشن ہے ہم سب فیملی ممبر ہیں تو پھر اک چھوٹے سے سوال پہ غیروں والی بات شروع کر دی۔" کالر بڑی تیز طرار تھی۔

"ویسے ہماری طرف سے پیشگی مبارکباد کیا پتہ پھر کال ملے نہ ملے۔"

"شکریہ۔"

"نبیل بھائی ابھی تھوڑی دیر پہلے کالر آئی تھیں جو آپ کے شعر پہ بحث کر رہی ہیں پوچھنا یہ ہے کہ کیا آپ کی ہونے والی مسز بہت خوب صورت ہیں۔"

لڑکی نے تجسس سے سوال کیا تھا وہ بے ساختہ ہنس پڑا تھا۔

www.colorofbooks.com

"اونہو۔" اور اس سے آگے اس میں سننے کا یارا نہ تھا۔ ہیڈ فون کان سے کھینچ کے اس نے دور پھینک دیا۔ رات کے سناٹے میں ہلکا سا ارتعاش بپا ہوا تھا اور پھر جلد سناٹا چھا گیا۔

☼ ☼ ☼

نبیل فاروقی کی سیج سجائے وہ اس کے کمرے میں موجود تھی۔ نبیل فاروقی کا والہانہ انداز اس کے حسن میں قصیدہ گوئی اشعار سب بناوٹی لگ رہا تھا۔ اس کا تو دل چاہ رہا تھا اس دوغلے شخص کو سیج سے دھکا دے کر گرا دے مگر وہ اک مشرقی لڑکی کی طرح دل کڑا کر کے اس کی قربت کو جھیل رہی تھی اس کے کترائے انداز کو وہ شرم و جھجک سمجھتا رہا۔

"نبیل بھائی یہ تو پاگل ہے آپ کے پیچھے' ساری رات آپ کا پروگرام سنتی ہے کیا مجال ہے جو اس نے اک بھی پروگرام مس کیا ہو' خود تو سنتی تھی ساتھ میں میری نیند بھی خراب کر لی تھی۔" صبح ناشتہ لے کے آئی جبیں نے جیسے شکایت کی تھی۔ زیر لب مسکراتے ہوئے وہ چور نگاہوں سے اس کے بھیگے سراپے کو دل میں اتار رہا تھا۔

"آپی اب بھی آدھی آدھی رات تک پروگرام سنو گی؟" جبیں آپی بولنے کا تکلف کم کم ہی کرتی تھی۔

"تم چپ نہیں رہ سکتیں۔"

"دیکھے تو ہیں سامنے انہیں نخرے دکھاؤ۔" جبیں شوخی سے بولی۔

"غلام حاضر ہے۔" سینے پہ ہاتھ رکھ کے نبیل نے اسٹائل سے کہا تو جبیں تو ہنس پڑی اس نے سر جھکا کے دل میں اٹھتے ابال کو کنٹرول کرنے کی کوشش کی۔

"آپ لوگ ناشتہ کریں میں زارا کی ہیلپ کر دوں بچاری اکیلے کتنا کھا سکتی ہے۔" شرارتی نظروں سے دیکھتی وہ تنہائی فراہم کر کے نیچے چلی گئی۔

"سالی جی بڑی چالاک ہے' چاہتی ہے پہلی صبح کا پہلا ناشتہ ہم ساتھ کریں' آؤ شروع کریں۔" ٹرے بیڈ پہ رکھ کے وہ اس کا منتظر تھا۔

"بیڈ پہ۔"

"تمہیں کوئی اعتراض ہے؟" اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"میں نے سروے رپورٹ میں پڑھا تھا میاں' بیوی اگر بیڈ پہ ناشتہ کریں تو محبت بڑھتی ہے۔" اور توس اس کے حلق میں پھنس گیا۔

زیر لب مسکرا کے وہ بھی کھانے لگا۔ اس کا دل چاہ رہا تھا۔ جس طرح وہ جل رہی ہے' جس طرح اس کے لب مسکرانا بھول گئے تھے۔ اس کے لبوں سے بھی مسکراہٹ نوچ کے پھینک دے۔ اس کا تروتازہ چہرہ' مسکراہٹ' محبت آمیز انداز سب اک ڈرامہ لگ رہا تھا اور وہ اک دوغلا شخص۔

☼ ☼ ☼

زندگی بڑی پرسکون اور خوشگوار گزر رہی تھی۔ یونیورسٹی سے گھر اور گھر سے یونیورسٹی' پڑھنا اس کا محبوب مشغلہ تھا اور جب فائنل ایگزام سے فراغت ملی تو بوریت سے وہ بوکھلا گئی۔ ادب ناولز اور افسانے وغیرہ سے وہ بہت دور بھاگتی تھی' شاعری تو زوں کر کے سر سے فلائی کر جاتی تھی۔ اگر اس سے پوچھا جاتا کہ فیورٹ بک کونسی ہے تو اس کا جواب ہوتا کورس کی بک اسی لیے وہ فراغت سے بور ہو رہی تھی۔ زندگی گزر رہی تھی ہلچل اس وقت مچی جب بابا نے اطلاع دی کہ وہ لوگ بفرزون سے اب گلشن اقبال میں شفٹ ہو رہے ہیں۔

تبدیلی خاصی اچھی ثابت ہوئی۔ نیا گھر سب کو بہت پسند آیا تھا۔ زارا پہلی لڑکی تھی' جس نے خود آ کے دوستی کا ہاتھ بڑھایا تھا ان کے گھر کے سامنے ہی وہ لوگ آباد تھے' اسی نے بتایا تھا اس کا بھائی ریڈیو پہ پروگرام کرتا ہے۔ معمولی سی بات تھی سن کے سب نے سر جھٹک دیا مگر جبیں کی بے چین روح نے اسے چین لینے نہیں دیا وہ بالمشافہ نبیل فاروقی سے جا کے مل آئی تھی اور آ کے اس نے تعریف نامہ شروع کر دیا۔

"وہ یوں ہیں' ووں ہیں"

اسلام علیکم

اگر آپ نئے لکھاری ہیں اور اپنے ناولز کو آن لائن ویب سائٹ پر شائع کروانا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنے ناولز یونی کوڈ یا ورڈ فائل میں ای میل کیجیئے۔ آپ کے ناولز کو ہماری اس ویب سائٹ پر شائع کیا جائے گا۔

www.colorofbooks.com

یہ ویب سائٹ اُردو ادب کی ترویج و اشاعت اور لکھاریوں کو ایک معیاری پلیٹ فارم کی فراہمی کے لئے بنائی گئی ہے۔ ناولز، کتابیں اور افسانے شائع کروانے کے لئے یونی کوڈ یا ورڈ فائل میں ہمیں ان ای میل ایڈریسز پر میل کیجیئے۔

colorofbooks@gmail.com

itsprimenovels@gmail.com

لکھاری ناولز کے ساتھ اپنا مختصر تعارف ضرور دیں (نام، قلمی نام، شہر، کب سے لکھنے کا آغاز کیا، آگے کیا لکھنے کا ارادہ ہے، ریڈرز کے لئے کوئی پیغام)۔ اپنے ہر ناول کا مختصر (چند سطروں پر مشتمل) خلاصہ ضرور دیں۔

کسی بھی لکھاری کے فیس بک، انسٹاگرام، واٹ پیڈ اکاؤنٹ کا لنک ناولز کے ساتھ پوسٹ نہیں کیا جائے گا۔

www.colorofbooks.com

مگر اس نے چنداں اہمیت نہ دی۔

ساتھ والے گھر میں شادی تھی جب ماما، بابا کے ساتھ یہ دونوں بھی گئیں۔ تقریب میں شریک ہر لڑکی نبیل فاروقی کے پروگرام، اس کی آواز، اس کا انداز پر تبصرہ کررہی تھی۔ پڑوسی ہونے کے ناتے چونکہ جبیں بھی مل آئی تھی اس لیے وہ بھی بڑھ چڑھ کے بول رہی تھی۔ "جب وہ کمپیوٹر کی طرح کھٹا کھٹ شعر بولتا ہے نا تو بے انتہا پیارا لگتا ہے۔" فریحہ تو گویا اس پر سے نثار ہونے کو تیار بیٹھی تھی۔

"رٹا مار مار کے میں نے بھی بہت کوشش کی شاعری یاد کرنے کی مگر بے سود پہلا مصرعہ میر کا، تو دوسرا وصی کا بول دیا، اتنا مذاق اڑایا میرے کزن نے۔" صہبا رشک وحسد بھری کیفیت میں مبتلا تھی۔

"کیا آج کی تقریب میں نبیل فاروقی شامل ہے؟" فاریہ کی پیاسی نظروں نے سوال کی شکل اختیار کرلی۔

"مشکل ہے اس وقت تو اس کے پروگرام کا ٹائم ہے۔" سمرن نے ایسے کہا جیسے وہ سانس بھی اس سے پوچھ کے لیتا ہے مانو کتنا نزدیکی رشتہ ہو۔

"محسن بھائی کا دوست ہے آیا تو ضرور ہوگا۔" **عینا** یقین بھرے لہجے میں بولی تو سب اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھنے لگیں نکاح کے فوراً بعد عینا نے محسن کو بھائی بنالیا تھا ورنہ پہلے تو ارادہ کچھ اور تھا۔

"نبیل بھائی آئے ہیں، محسن بھائی نے دھمکی دی تھی اگر تم نہیں آئے تو میں دولہا نہیں بنوں گا۔" محسن کی بہن سدرہ نے شک و یقین کے بیچ ڈولتی ناؤ کو پار لگایا۔

"وہ رہا نبیل فاروقی۔" کسی نے ہانک لگائی تھی اور سب کی نظریں سیکنڈ میں اس کی طرف اٹھ گئیں۔ ان کی باتوں سے بے زار بیٹھی دلکش نے بھی دیکھنا چاہا تھا۔ کون صاحب ہیں جس کے پیچھے لڑکیوں کی فوج مری جارہی ہے۔

"یہ کھچڑی بالوں والا بڈھا ہے نبیل فاروقی؟" صدمے سے اس کی حالت خراب ہو رہی تھی اسے ان لڑکیوں کے عقل پر ماتم کرنے کو دل چاہا۔ سفید اور کالے بالوں والے پچپن سالہ شخص پہ لڑکیاں فوت ہو رہی تھیں۔

"تم لوگوں کی آنکھیں تو ٹھیک ہیں نا؟" اس نے جبیں کو ٹہوکا دیا انداز سراسر استہزائیہ تھا۔

"لاحول ولا قوت، اسٹوپڈ نبیل فاروقی تو وہ ہے جو اسی بڈھے کے ساتھ کھڑا ہے۔" تب اس نے دھیان سے دیکھا۔ بلیک ایش بلیو کوٹ پینٹ لائٹ بلیو سلک کی شرٹ پہنے، گھنگھریالے بال، خوب صورت، اسمارٹ سے نبیل فاروقی کو دیکھ کے اس کی نظریں جیسے پلٹنا بھول گئیں۔ لڑکیاں اس کی ڈریسنگ اور پرسنالٹی پہ فوت ہورہی تھیں کسی کے دل کی دھڑکنیں شاید اسے کھینچ لائی تھیں ان کے گروپ کی طرف آتا دیکھ کے سب الرٹ ہوگئیں۔ کسی کے ہاتھ ناگن زلفیں سنوارنے لگے، کوئی پرس سے لپ اسٹک نکال کے ہونٹوں پہ پھیرنے لگی، کسی کو گلے پڑا رہی نما دوپٹہ درست کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی غرض کہ اک افراتفری نے پورے گروپ کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔

"سدرہ، محسن تمہیں بلا رہا ہے۔" وہ ڈائرکٹ آکے سدرہ سے بولا تو وہ اٹھ کے چل دی۔

"اتنی بھی کیا بے رخی نبیل فاروقی، اپنے فینز کو اک نظر دیکھنے کی بھی فرصت نہیں آپ کو۔" صبا نے لگاوٹ سے شکوہ کیا تھا وہ پلٹتے پلٹتے رک گیا۔

"اصل میں تو یہاں اتنے رنگ پھیلے ہیں کہ میری سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ توجہ کہاں دوں۔" پرمزاح انداز میں وہ اک طائرانہ نگاہ ڈال کے بولا تو لڑکیوں نے قہقہہ لگانا اپنا فرض تصور کیا کسی ایک کو تو لگا یہ جملہ بطور خاص اسی کے لیے کہا گیا ہے۔ اس کی خوابیدہ نظریں اٹھیں تو دلکش کو بدن میں ارتعاش سا محسوس ہوا، عجب سحرانگیز، مسمرائز کردینے والی آنکھیں تھیں۔ اچھے بھلے بندے کو پاگل کردینے والی نظریں تھیں جیسے ان آنکھوں میں وہ اپنا دل لیے پھرتا تھا۔ ایسی حسین، خوب صورت سحرانگیز اور بولتی نظریں اس نے کبھی نہیں دیکھی تھیں۔ بلکہ کچھ دیر پہلے تک تو

www.colorofbooks.com

اسے اس کی شخصیت [illegible] کے متعلق باتوں میں کوئی کشش محسوس نہیں ہو رہی تھی بلکہ سب کی باتیں سن کے تو اس کے تصور میں اک بڈھے کھوسٹ سے شخص کا امیج تھا مگر وہ تو نا صرف ینگ بلکہ خوب صورت بھی تھا۔ تب اس نے جانا کیوں کالونی کی ہر لڑکی اس کے گھر کے چکر لگاتی ہے اس کی اماں کی خاطریں کرتی ہے۔ وہ ایسا تھا کہ واقعی کوئی اس کے لیے پاگل پن کی ہر حد کو چھو سکتی تھی۔ لڑکیوں سے جلد ہی دامن چھڑا کے وہ اس طرح بھاگا کہ انہیں محسوس بھی نہیں ہوا۔

وہ آتو گئی تھی مگر جیسے اس کی اک نظر میں سب اس کا ہو گیا تھا۔ سوچ، خیال، خواب یا دل کچھ تو تھا جو وہ بڑی مگن رہنے لگی تھی، کچھ تو تھا جو ناولز افسانے اچھے لگنے لگے تھے، کچھ تو تھا جو وہ شاعری کی ڈھیر ساری بکس لغت سمیت اٹھا لائی تھی، کچھ تو تھا جو اس نے راتوں کو جاگ کر نبیل فاروقی کا پروگرام سننا شروع کر دیا تھا اور یہ محبت تھی جو اس کے گھر سے نکلنے پر اسے بالکونی میں کھڑے ہونے پر مجبور کر دیتی تھی، یہ محبت ہی تھی جو پروگرام کے بعد اس کے گھر آنے تک انتظار میں کھڑکی پر کھڑے رہنے پہ اصرار کرتی تھی۔

بڑی عجیب محبت تھی اس کی جس میں کوئی رازدار نہیں تھا، کوئی غم گسار نہیں تھا۔ شمع کی طرح خاموشی سے محبت اس کے اندر روشنی پھیلا چکی تھی، اسے ڈر تھا کہیں شمع جلتے جلتے بجھ نہ جائے، دل ناداں نامراد رہ جائے لیکن شاید اس کی لگن، اس کی جستجو، اس کی تڑپ، اس کی چاہت سچی تھی، اپنے رب سے مانگنے کا سلیقہ آتا تھا یا شاید اوپر والا اس پہ کچھ زیادہ ہی مہربان تھا تب ہی تو نبیل فاروقی کی مما اسے اپنے بیٹے کے نام کی انگوٹھی پہنا گئی تھیں۔ کالونی کی ہر لڑکی پر یہ خبر گرج چمک کے ساتھ بجلی بن کر گری تھی۔ وہ آئی اس نے دیکھا اور فتح کر لیا والا حال تھا۔ خواب غفلت سے بیدار ہو کے سب دلکش کی قسمت پر رشک و حسد کر رہی تھیں۔

”نبیل کی عقل پہ فاتحہ پڑھنے کو دل چاہ رہا ہے صبح [illegible] نے کالی رات کا انتخاب کیا ہے۔“ فاریہ کی کڑوی بات بھی اس نے ہنس کے ٹال دی۔ کھسیانی بلی کھمبا نوچے کی مصداق فاریہ کو وہ کیا کہتی۔ رشک و حسد کرنے والوں سے قطع نظر وہ خوابوں کی دنیا میں سفر کر رہی تھی۔

”دلکش تمہارا نام کس نے رکھا، شخصیت سے ذرا بھی تو میچ نہیں کرتا۔“ فریحہ جلے دل کے پھپھولے پھوڑ رہی تھی۔ جب سے اس نے منگنی کی خبر سنی تھی سینے پہ سانپ لوٹ رہے تھے۔

”کتنی بار ملا ہے نبیل تم سے، فون کتنی بار کیا اس نے؟“ عینا نے منہ ٹیڑھا کر کے سوال کیا تھا۔

”نہ ملے اور نہ ہی فون کیا۔“ اسے جھوٹ بولنا نہیں آتا تھا۔

”چہ، چہ، بچارا کرے گا بھی کیسے، من پسند ساتھی ملے تو ارماں بھی جواں ہو جاتے ہیں تم تو اس کی اماں کی پسند ہو کیونکہ اس کے انٹرویو میں تو کسی خوابوں کی شہزادی کا ذکر ہے، ویری سیڈ، بچارا نبیل —— ہمدردی محسوس ہو رہی ہے اس سے۔“ ترحم بھری نظریں جیسے جگر کے آرپار ہو گئی تھیں۔ اک بار بھی تو اس نے فون نہیں کیا تھا، اک بار بھی تو چند قدموں کا فاصلہ طے نہیں کیا تھا۔

”وہ مجھے ناپسند کرتا ہے، یہ مجبوری کا سودا ہے۔“ شک وہ ناگ ہے جو اک بار آجائے تو پھن پھیلا کے کنڈلی مارے بیٹھ جاتا ہے۔ اندھیرے میں سب کچھ کالا ہی نظر آتا ہے، ریشم کی ڈور کو سہولت سے نہ سلجھائیں تو وہ الجھتی ہی چلی جاتی ہے وہ بھی الجھی الجھی رہنے لگی، سکون، اطمینان دل سے رخصتی چاہ رہا تھا۔ اس نے جی جان سے جسے من کے سنگھاسن پہ بٹھایا، جس کی ہر ادا پہ قربان گئی وہی شخص ان کے درمیان اک پر کشش رشتہ ہونے کے باوجود اس سے لاتعلق تھا، اجنبی بنا ہوا تھا۔ اک بار بھی تو اس نے بات نہیں کی تھی، کبھی اتفاقاً نظر پڑ گئی تو پڑ گئی کوئی اتفاق پیدا نہیں کیا گیا۔ دل کی دنیا مکمل طور پر ڈول گئی تھی جب اس نے مصرعہ پڑھا تھا۔

www.colorofbooks.com

میں کسی عام سی لڑکی کا نہیں ہو سکتا

جلے پیر کی بلی کی طرح وہ چکرا رہی تھی مگر آس و امید کی کوئی کرن اس کے ہاتھ نہیں لگ رہی تھی۔ اطمینان و سکون اس سے اپنا ہاتھ چھڑا کے چل دیے تھے دل و دماغ کے درمیان چلتی جنگ سے وہ کوئی اک فیصلہ کر نہیں پائی تھی کہ شادی کا دن بھی آ گیا اور وہ اس کی زوجیت میں آ گئی۔ جس قربت کی وہ خواہش مند تھی وہی قربت اسے جہنم کی آگ جیسی لگتی۔ رگوں میں دوڑتی بھاگتی اس کی محبت جیسے مسمرائز ہو گئی تھی۔ دل غیر مطمئن تھا۔ لڑکیوں کی باتیں اور اس کے شعر نے اسے سمجھایا تھا کہ وہ اسے ناپسند کرتا ہے' اس رشتے کی بنیاد محبت پر نہیں سمجھوتے پر رکھی گئی تھی۔ سب کچھ اسے ڈرامہ لگ رہا تھا جس کا مرکزی کردار نبیل فاروقی تھا۔

* * *

"دلکش۔" بڑے پیار سے اس نے پکارا تھا۔

"مجھے اس نام سے مت پکارا کریں۔" وہ بالوں میں برش کرتے ہوئے تلخ لہجے میں بولی۔

اس نے ڈریسنگ ٹیبل کے آئینے میں دیکھتے ہوئے تحیر سے پوچھا "کیوں؟"

"مجھے اپنا نام اچھا نہیں لگتا۔"

"ارے اتنا تو پیارا نام ہے تمہارا۔"

اس کے مسکراتے لبوں پہ اک قہر بھری نظر ڈال کے وہ برش سے بال نکالنے لگی۔ "مجھے نہیں پسند۔"

"چلو کوئی بات نہیں میں کوئی پیار کا نام رکھ دوں؟" اس نے دونوں ہاتھ شانوں پر رکھ کے اجازت طلب کی۔

"کوئی ضرورت نہیں ہے اس کی۔" اس نے بے رخی سے کہا۔

بگڑے بگڑے میرے سرکار نظر آتے ہیں
دل کی بربادی کے آثار نظر آتے ہیں

نبیل نے شعر پڑھ کے اس کا رخ اپنی طرف کیا۔ نظریں اس کی آنکھوں میں گاڑے وہ پوچھ رہا تھا۔

"کہیں کوئی غلطی تو نہیں ہو گئی؟"

"کونسی غلطی؟" سحر زدہ آنکھوں کا سامنا کٹھن تھا اس کے لیے' اس کی بے انتہا قربت سے اس کا بدن جھلس رہا تھا۔ اس کی پناہوں سے فرار ممکن نہ پا کے وہ لب چبانے لگی۔

"اونہوں' خود پہ تو ستم مت ڈھاؤ۔" کہتے کے ساتھ ہی شرارت سے اسے دیکھا۔ "میں ہوں نا" بڑا ذو معنی جملہ تھا۔ وہ پسینے میں نہا گئی۔

"مجھے کام ہے۔" وہ منمناتے ہوئے بولی تو اس کے تاثرات دیکھ کے وہ بات بدل گیا۔ "مما کو شکایت ہے کہ میں ان کی پسندیدہ بہو کو کہیں گھمانے پھرانے نہیں لے جا رہا سوچا ہے کیوں نہ تلافی کر دی جائے ہنی مون کے لیے کہاں چلنا ہے؟ جہاں کہو گی وہیں چلیں گے۔"

"مما کی پسندیدہ تو کیا آپ کی ناپسندیدہ ہوں۔" وہ سوچ کے رہ گئی۔

"ارے کہاں گم ہو؟" اس نے لٹ کو کان کے پیچھے کرتے ہوئے اس کی پیشانی کو نرمی سے ہلایا۔

"میں کہیں نہیں جا رہی۔" جھنجلا کے بولی۔

تیرا ستم بھی گوارا تیری جفا بھی قبول
یہ اتفاق ہے میں تیرے اختیار میں ہوں

"وجہ جاننے کی گستاخی کر سکتا ہوں۔" اس نے شہادت کی انگلی سے اس کا چہرہ اٹھایا۔

"یونہی۔"

"جان جاناں' کبھی کبھی تو مجھے لگتا ہے تم مجھے چاہتی نہیں ہو' کیا میرا اندازہ صحیح ہے۔" نبیل کی پر سوچ نظریں اسے ٹٹول رہی تھیں شانوں سے ہاتھ ہٹا کے وہ چڑ کے بولی تھی۔

"ہاں۔" اور پلٹ گئی دفعتاً نبیل فاروقی نے بازو سے پکڑ کے مدمقابل کھڑا کیا تھا۔

تم اگر ہم کو نہ چاہو تو کوئی بات نہیں
تم کسی اور کو چاہو گی تو مشکل ہو گی
میرے دل کو نہ سراہو تو کوئی بات نہیں
غیر کے دل کو سراہو گی تو مشکل ہو گی

وہ مسلسل شرارتی انداز میں گنگنا رہا تھا۔

www.colorofbooks.com

"بھائی آپ کا فون ہے۔" باہر سے زارا نے آواز لگائی تھی۔

"تم سوچ لو کہاں چلنا ہے' پھر بات کریں گے۔"

اس کی پیشانی پہ محبت کی مہر لگا کے وہ فون سننے چلا گیا الٹے پاؤں چلتی وہ بیڈ تک آئی اور بیٹھ کے لمبی لمبی سانس لینے لگی لگ رہا تھا نہ جانے کتنی دور سے چل کے آ رہی ہو۔ اس کے لمس سے پورا بدن جل اٹھا تھا' دھڑکنیں غیر متوازن ہو رہی تھیں چاہتے ہوئے بھی نجانے کیوں وہ اسے کرارے جواب نہیں دے پائی تھی۔ اس کی نظروں کو خود پہ محسوس کر کے اس کی زبان تالو سے لگ جاتی تھی۔

"تمہارے ساتھ مجھے کہیں نہیں جانا ہے نہ اب اور نہ ہی تب' جب دل نہیں ملے ہوئے ہیں تو کیسا ہنی مون ہونہہ۔" اٹھ کے وہ الماری میں ترتیب سے رکھے کپڑوں کو نکال کر بیڈ پر پھینکنے لگی۔

☆ ☆ ☆

"دلکش صبح میں تمہیں بتا کے گیا تھا پروڈیوسر صاحب کے گھر آج ہم انوائیٹ ہیں' تم اب تک تیار نہیں ہوئیں۔"

وہ صبح کا آفس گیا تھکا ہارا واپس آیا تو اسے سابقہ حلیے میں دیکھ کے حیرانگی کا مظاہرہ کیا۔

"میری طبیعت ٹھیک نہیں۔"

"کیا ہوا دکھاؤ۔" ٹائی کی ناٹ چھوڑ کے وہ اس کے قریب ہی بیٹھ گیا۔

"بخار نہیں ہے بس عجیب سی طبیعت ہو رہی ہے۔"

وہ پرسوچ انداز میں بالوں پر ہاتھ پھیرنے لگا۔

"میں فون کر کے منع کر دیتا ہوں' تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہم آج نہیں آ رہے۔" بعض اوقات ایسا ہوتا تھا کہ وہ جان بوجھ کے ایسی حرکت کرتی تھی تاکہ وہ روایتی شوہروں کی طرح غصہ دکھائے' چیخے چلائے اور پھر جواباً "اسے بھی اپنے اندر کی کھولن نکالنے کا موقع مل جائے مگر اس کے برعکس وہ نرم سا بندہ معاملہ ہی رفع دفع کر دیتا تھا اور اس کی جھنجلاہٹ سوا ہو جاتی تھی۔ اب بھی اس نے جھوٹ کا سہارا لیا تھا مگر وہ فون کرنے کو تیار ہو گیا تھا۔

"میں چل رہی ہوں اب طبیعت اتنی بھی خراب نہیں۔" اس نے جل کر کہا اور وہ تیار ہونے چلی گئی۔

نبیل فاروقی ٹھنڈے مزاج کا رومانٹک بندہ تھا اظہار محبت کے نت نئے طریقے اسے آتے تھے وہ جتنا قریب آتا وہ اتنی ہی دور چلی جاتی تھی۔ دل میں نبیل کی محبت جیسے منجمد ہو گئی تھی تب ہی تو اس کی آنکھوں کے شرارے بھی اسے پگھلا نہیں پا رہے تھے۔ اسے تنگ کرنے وہ ہر حربہ آزماتی تھی مگر وہ کول بندہ ہمیشہ اس کے سوچ کے برخلاف ہی چلتا۔

نبیل نے آؤٹنگ کا پروگرام بنایا تھا۔ بڑے پیار سے اس نے اس کے لیے پرپل کلر کی ساڑی کا انتخاب کیا تھا مگر اس کی پسند نظر انداز کر کے اس نے فیروزی ساڑی باندھی جس کا بلاؤز خاصا چھوٹا تھا تیار ہو کے جب اس کے سامنے آئی تو اک پل کو وہ اس کے چہرے پہ نظریں جمائے کھڑا رہا لیکن دوسرے ہی پل اس نے مسکرا کے اس کے لیے دروازہ کھولا تھا۔

"اچھی لگ رہی ہو' یہ رنگ بہت اچھا لگ رہا ہے تم پہ۔" اور اس کی تعریف نے جھنجلا کے رکھ دیا اس نے تو جان بوجھ کے ایسا کیا تھا تاکہ وہ برس پڑے' اپنی پسند نظر انداز کر دینے پر پوچھ گچھ کرے اور اسے بھی اندر کا غصہ نکالنے کا موقع مل جائے لیکن اسے لڑنے کا موقع دیے بغیر وہ تو پروانہ وار نثار ہو رہا تھا۔

کہتے ہیں جوش کے ساتھ ہوش کا دامن چھوڑ دیں تو خود کو ہی پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہی اس کے ساتھ ہو رہا تھا۔ جوش میں اس نے چھوٹا بلاؤز تو پہن لیا تھا مگر اب مردوں کی نظریں اسے خود میں سمٹنے پر مجبور کر رہی تھیں بار بار ساڑی کا پلو خفت سے ٹھیک کر رہی تھی۔ تبھی اس کی پریشانی محسوس کر کے نبیل آگے بڑھا تھا۔

"ریلیکس۔" اس نے اپنا کوٹ اسے پہنا دیا تھا۔ یکایک وہ پناہوں میں آ گئی تھی۔ اپنے اردگرد اسے اک

www.colorofbooks.com

مضبوط حصار کا احساس ہوا۔ ”جینی بن“ کی مخصوص خوشبو کے حصار میں اس نے سر اٹھا کے نبیل فاروقی کو دیکھا بنا کسی طنز و تیر کے اس نے اپنا کوٹ اسے پہنا دیا تھا کوئی طنزیہ جملہ نہیں کہا۔ تب وہ پر سکون ہو گئی تھی۔ عورت ڈھکی چھپی ہو تو اس پر اٹھنے والی نظریں خود بخود ہی جھک جاتی ہیں یہ بات اسے آج سمجھ آئی تھی۔

”تم میرے ساتھ خوش ہو نا دلکش؟“ ساحل پہ چہل قدمی کرتے ہوئے اس نے گمبھیر لہجے میں سوال کیا تھا۔ وہ چونک کے اسے دیکھنے لگی۔

”اپنی بات کریں آپ تو خوش ہیں نا؟“

”میں تو بہت خوش ہوں، چاند جیسی حسین بیوی پا کے کون ناخوش رہتا ہے۔“

”چاند، حسین۔“ اس کا دم اٹکنے لگا۔ تعریف طنز کے نشتر بن گئے ۔ کچھ دیر پہلے کے نرم گرم جذبات بھک سے اڑ گئے۔

☼ ☼ ☼

سوچ کا ہماری زندگی میں اہم مقام ہے اگر یہ پازیٹو ہے تب تو ٹھیک ہے لیکن اگر نیگیٹو ہے تب زندگی دشواریوں کا شکار ہو جاتی ہے۔ بظاہر کوئی بات نہیں ہوتی مگر ہماری سوچ رائی کا پہاڑ بنا دیتی ہے اور پھر سوچ یقین کا روپ دھار لیتی ہے۔ نئی پریزنٹر کا اضافہ ہوا تھا۔ چونکہ نئی تھی اس لیے چند دن اسے نبیل فاروقی کے ساتھ پروگرام کرنا پڑا تھا کہ وہ سینئر سے کچھ سیکھے اور اسے لسنرز کو ہینڈل کرنا آ جائے۔ نگین کی خوب صورت سے وہ ڈرنے لگی تھی۔ اس دن نبیل کے اصرار پر وہ اس کے ساتھ اسٹوڈیو گئی تھی اور جس طرح نگین نبیل سے باتیں کر رہی تھی اسے سخت غصہ آ رہا تھا۔ واپسی پہ اس نے حکم صادر کر دیا کہ آئندہ وہ نگین کے ساتھ پروگرام نہیں کرے گا۔ نگین کو دیکھ کے نجانے کیسا ڈر تھا جس نے اسے شکی بنا دیا تھا اس کی جیبیں چیک کرنا، موبائل پر آنے اور جانے والی کالز کا جائزہ لینا۔ شاید اسے ڈر تھا کہ نبیل نگین جیسی خوبصورت لڑکی کے لیے کہیں اسے چھوڑ نہ دے۔ اس کی قربت سے بھی پریشان تھی اور اس کے چھنے جانے کے خوف سے بھی ہراساں تھی۔ نبیل کے کمبائن پروگرام سے معذرت کے بعد نگین سمیر کے ساتھ پروگرام کر رہی تھی لیکن اس دن اچانک سمیر کی طبیعت خراب ہو گئی تو ناچار اسے نگین کے ساتھ پروگرام کرنا پڑا وہ گھر آیا تو دلکش اک محاذ کھولے بیٹھی تھی۔

”تمہارے منع کرنے پہ میں نے کوئی پروگرام نہیں کیا مگر آج مجبوری تھی۔“ وہ صفائی دے رہا تھا۔

”یہ پروفیشن ایسا ہے جس میں اپنی مرضی نہیں چلتی پھر بھی میں نے کوشش تو کی“ ٹھنڈے لہجے میں وہ اسے سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا مگر دلکش تو لڑنے پہ تلی بیٹھی تھی۔ اس کی صفائی پر بھی خاموش نہیں ہوئی اندر کا لاوا باہر نکلنے کو بے تاب تھا۔

”بہت خوب صورت ہے نا وہ، جا کے اس سے شادی کر لیں۔“

”دلکش حواسوں میں تو ہو۔“ کم گو سی دلکش کا یہ روپ اس کے لیے حیران کن تھا معمولی سی بات کو اس نے اہم بنا دیا تھا۔

”میں تو حواسوں ہی میں ہوں اپنی کہیں بقول آپ کے ”میں کسی عام سے لڑکی کا نہیں ہو سکتا۔“ عام سی لڑکی کے ساتھ رہتے رہتے تنگ آ گئے ہوں گے نا۔ جب آپ کو کسی خوابوں کی شہزادی کی آرزو تھی، کسی خاص لڑکی کی جستجو تھی تو آپ نے مجھ سے شادی کیوں کی، میں تو بہت عام سی ہوں جب سے شادی ہوئی ہے اک لمحہ خوشی نہیں ملی مجھے، منگنی کے بعد آپ نے فون نہیں کیا ملے نہیں صرف اس لیے کہ میں آپ کی نہیں ممّا کی پسند تھی، آپ کو تو کسی شہزادی کی تلاش تھی اور آ ٹکرائی میں چہ، چہ بہت برا ہوا آپ کے ساتھ۔“

”دلکش۔“ وہ تحیر بھری آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔

”دوغلے ہیں آپ اک عام سی لڑکی ہی کے ساتھ ڈھونگ کرتے رہے میں تنگ آ گئی ہوں میں چپ رہ کے۔ آپ کیوں میری زندگی میں آئے، کیوں مجھے پل پل کی اذیت دی آپ مجھے پسند نہیں کرتے تو میں بھی آپ کو

www.colorofbooks.com

ناپسند کرتی ہوں۔ آپ کی قربت باعث خوشی نہیں مجبوری ہے میرے لیے۔"

بولتے بولتے وہ سانس لینے کو رکی۔ نبیل کا چہرہ ضبط کی کوششوں میں سرخ پڑ گیا لب کچلتے ہوئے اس نے دہکتی نظریں اس کی آنکھوں میں گاڑ دیں اک پل کو اسے خوف بھی محسوس ہوا کہیں اک آدھ ہاتھ جڑ ہی نہ دے تب وہ پہلی بار اس سے اونچے لہجے میں بولا اور جب بولا تو لفظوں میں دکھ کی آمیزش تھی۔

"مجھے یقین نہیں آرہا دلکش کہ تم وہی ہو' کس نے کہا تم مما کی پسند ہو' تم میری وجہ سے یہاں موجود ہو ورنہ یہ جگہ مما اپنی بھانجی کو دینا چاہتی تھیں وہ تو میں تھا جس نے فائیٹ کی' میرے ساتھ پرابلم یہ ہے کہ میں نے ہمیشہ دوسروں کی پروا کی ہے میری کوشش ہوتی ہے کہ کہیں میری وجہ سے کسی کو کوئی تکلیف نہ پہنچے پھر جانتے بوجھتے میں اس لڑکی کو کیسے دکھوں کے حوالے کر سکتا تھا جو بالکونی میں کھڑی میرے باہر نکلنے کا انتظار کرتی تھی جب تک میں واپس نہ آتا تب تک وہ کھڑکی میں کھڑی میری منتظر رہتی تھی' تمہیں نہیں خبر مگر تمہاری کوئی حرکت مجھ سے پوشیدہ نہیں' پہلی ملاقات یاد دلاؤں جب محسن کی شادی میں لڑکیوں کی زبان سے میرا ذکر سن کے بور ہو رہی تھیں مگر میری اک نظر میں دل ہار گئیں۔ تمہیں مجھ سے محبت تھی' میرے پیچھے تم پاگل تھیں پھر اب کیا ہوا؟" اور اس کی نظریں جھکتی چلی گئیں۔

"میں نے تمہیں کیا سمجھا اور تم کیا نکلیں اک معمولی سی بات پر۔۔۔ میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گا' اتنا عرصہ تم نے میری بے پایاں محبت پہ شک کیا میری وارفتگی کو ڈرامہ' ڈھکوسلہ' ڈھونگ سمجھا' میرے اظہار کو دوغلہ پن گردانا' اور میں پاگل تمہارے کترائے انداز کو مزاج کا حصہ سمجھتا رہا۔ خبر نہ تھی بدگمانی کی پوٹلی سنبھالے دل میں کدورتیں لیے پھرتی ہو۔ تمہارے ساتھ مسئلہ یہ ہے کہ تم کمپلیکس کا شکار ہو' تم کم فہم ہونے کے ساتھ بے وقوف لڑکی ہو' جذبوں اور لفظوں کی پرکھ نہیں ہے تمہیں' تم جیسی نا قدری لڑکی کو کچھ کہنا فضول ہے' تف ہے مجھ پہ جس نے تم جیسی لڑکی کو ٹوٹ کر پیار کیا۔" آنکھوں سے نکلتے شراروں سے اسے پگھلا کے وہ آگ برسا کے جا چکا تھا۔ لیکن اسے اب بھی اردگرد شعلوں کی تپش محسوس ہو رہی تھی۔ خفت و شرمندگی سے برا حال تھا۔ انکشافات حیران کن تھے اس کے لیے۔ کتنی غلط تھی وہ اور کتنی غلط تھی اس کی سوچ۔ منفی سوچ پہ ایمان کی حد تک یقین رکھنے والے کو آخر میں شرمندگی ہی کا سامنا کرنا پڑتا ہے' کتنا اچھا تھا وہ اور وہ شک کی نظر سے دیکھتی رہی اس کے پیار کو ڈرامہ سمجھتی رہی۔ اپنے اردگرد لگائی آگ میں خود ہی جلتی رہی' بدگمانی کے گھنے جنگل میں بھٹکتی رہی۔ کتنی بے وقوف تھی وہ۔

لیکن لاکھ اندھیرا ہو' تاریکی میں ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دے رہا ہو مگر روشنی کی اک معمولی سی کرن بھی تاریکی کا سینہ چیر دیتی ہے۔

عمران ڈائجسٹ میں شائع ہونیوالا وہ قسط وار سلسلہ
جس کا آپ کو شدت سے انتظار تھا
تپش
اب کتابی صورت میں چھپ کر تیار ہے،
6 مکمل حصوں کی قیمت/300 روپے
ڈاک خرچ فی حصہ/16 روپے
مکمل 6 حصے منگوانے پر ڈاک خرچ فری
منگوانے کا پتا:
مکتبہ عمران ڈائجسٹ
37، اردو بازار، کراچی

www.colorofbooks.com

✡ ✡ ✡

رمضان المبارک کا عشرہ چل رہا تھا۔ مما' پاپا اور زارا سعودی عرب گئے ہوئے تھے۔ نبیل کے بڑے بھائی کے پاس ان کا ارادہ عید وہیں منانے کا تھا۔ گھر میں صرف یہ دونوں رہ گئے تھے۔ اس دن کے بعد سے نبیل نے گفتگو بالکل بند کر رکھی تھی۔ چونکہ گھر پر کوئی نہیں تھا اس لیے وہ کھلم کھلا بے اعتنائی جتانے لگا تھا' جلی کٹی اور طنز کی راہ چھوڑ کے وہ خاموشی کی مار مار رہا تھا۔ جس کی وجہ سے وہ خود کو ظالم سمجھنے لگی تھی۔ اس نے منانے کی بہت کوشش کی تھی مگر وہ کچھ سننے کو تیار نہیں تھا۔ اپنا بیڈ روم تو مما' پاپا کے جاتے ہی اس نے الگ کر لیا تھا وہ خاموش تماشائی بنی سب دیکھ رہی تھی سلگ رہی تھی۔

ہم انسان محبتوں کے عادی ہوتے ہیں جب ملتی ہے تب اس کی اہمیت کا اندازہ نہیں ہوتا اور جب محبت کرنے والا شخص ہماری ہی وجہ سے ہم سے روٹھ جائے تب دل ہمک ہمک کے اس کے پہلو میں جانے کو مچل اٹھتا ہے۔ نبیل فاروقی جیسے بندے کا اجنبی انداز اسے تڑپا رہا تھا۔ سماعت اظہار محبت کی منتظر تھی' تن من پیا کی قربت کا خواہشمند تھا تو صنم روٹھ گیا تھا۔ ستائیسویں کی شب کو دل سے تمام کدورتیں مٹا کے' بدگمانیوں کو نکال کے اوپر والے سے اس نے گڑگڑا کے معافی مانگی تھی' روٹھے ہوئے ساجن کے من جانے کی دعائیں مانگی تھیں۔

چاند نظر آگیا تھا دعا مانگ کے اس کے قدم بے ساختہ اس کمرے کی طرف بڑھ گئے جو آج کل اس کا مسکن تھا۔ آنکھوں پہ بازو رکھے وہ لیٹا ہوا تھا۔ سینے پہ کتاب دھری تھی۔ اپنے پیروں پہ اسے نرم ہاتھ کا دباؤ محسوس ہوا تو بازو آنکھوں سے ہٹایا۔ دلکش کو روبرو دیکھ کے اٹھ بیٹھا۔

"کیا واقعی ناراض ہیں؟ معاف نہیں کریں گے ہاتھ جوڑتی ہوں' کان پکڑتی ہوں' معاف کردیں۔" وہ خاموشی سے اس کے شرمسار چہرے کو دیکھ رہا تھا۔

"مانتی ہوں آپ پر بے بنیاد شک کیا' اس کے لیے آپ جو بھی سزا دے دیں مجھے منظور ہوگا۔ میں واقعی کم فہم تھی آپ کی محبت کو ڈرامہ سمجھتی رہی مگر میں بھی تو پُرسکون نہیں تھی' اپنی جلائی ہوئی آگ میں خود بھی تو جلی ہوں کیا یہ اذیت کم نہیں کہ آپ سے بے پناہ محبت کرتے ہوئے بھی آپ کو بتا نہ سکی' میں آپ سے بہت محبت کرتی ہوں نبیل' آپ کے لیے مر بھی سکتی ہوں۔"

"اچھا بھلا اظہار کرتے کرتے پٹڑی سے کیوں اتر گئیں۔"

"ایں۔" تحیر سے وہ اس کا بدلا ہوا انداز دیکھتی رہی۔

"معاف تو بہت پہلے کر چکا ہوں میں' میں چاہتا تھا تم خود کو پرکھ کے میرے جانب آؤ' محبتوں کے عمل محبتیں ہی سے زیب دیتے ہیں' محبت تو وہ جذبہ ہے جسے دھونس دھمکی سے زیر نہیں کر سکتے۔" نبیل نے اس کے بندھے ہاتھ کو دونوں ہاتھوں میں تھام لیا۔

"بہت بدگماں ہو مجھ سے' منگنی کے بعد تم سے صرف اس لیے رابطہ نہیں کیا کہ میرا تم پر کوئی حق نہیں تھا اور جب تم میری ہو گئیں تب تو میں نے محبت میں کنجوسی نہیں کی۔ جانتا ہوں سارا کھڑاک اس شعر کا پھیلایا ہوا ہے تم نے کالر کی بات سنی' میری نہیں اگر اسی وقت سن لیتیں تو شاید آج یہ نوبت نہیں آتی۔ کبھی کبھی ہوتا ہے نا کوئی اک جملہ یا اک چہرہ ہمارے لیے خاص ہو جاتا ہے' کسی کی اک ادا صدیوں پر محیط ہو جاتی ہے۔ جب وہ ہمارے ساتھ ہوتا ہے تو موسم' رنگ' ساون دن خاص ہو جاتا ہے اور جب وہ نہیں ہوتا تب زندگی بڑی عام سی لگتی ہے۔ اس کے بنا سب کچھ بے جان' بے کار عام لگتا ہے' کیونکہ وہ ہمارے لیے خاص ہوتا ہے۔ اس شعر میں عام سے مراد کوئی دبتا ہوا رنگ نہیں ہے' عام سے مراد چھوٹے بال' کالی آنکھیں نہیں تھیں۔ جو میرے دل میں بستی ہو وہ عام ہو ہی کیسے سکتی ہے' تم میرے لیے عام نہیں ہو جس

اسلام علیکم

اگر آپ نئے لکھاری ہیں اور اپنے ناولز کو آن لائن ویب سائٹ پر شائع کروانا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنے ناولز یونی کوڈ یا ورڈ فائل میں ای میل کیجیئے۔ آپ کے ناولز کو ہماری اس ویب سائٹ پر شائع کیا جائے گا۔

www.colorofbooks.com

یہ ویب سائٹ اُردو ادب کی ترویج و اشاعت اور لکھاریوں کو ایک معیاری پلیٹ فارم کی فراہمی کے لئے بنائی گئی ہے۔ ناولز، کتابیں اور افسانے شائع کروانے کے لئے یونی کوڈ یا ورڈ فائل میں ہمیں ان ای میل ایڈریسز پر میل کیجیئے۔

colorofbooks@gmail.com

itsprimenovels@gmail.com

لکھاری ناولز کے ساتھ اپنا مختصر تعارف ضرور دیں (نام، قلمی نام، شہر، کب سے لکھنے کا آغاز کیا، آگے کیا لکھنے کا ارادہ ہے، ریڈرز کے لئے کوئی پیغام)۔ اپنے ہر ناول کا مختصر (چند سطروں پر مشتمل) خلاصہ ضرور دیں۔

کسی بھی لکھاری کے فیس بک، انسٹا گرام، واٹ پیڈ اکاؤنٹ کا لنک ناولز کے ساتھ پوسٹ نہیں کیا جائے گا۔

www.colorofbooks.com

سے مجھے محبت ہو، میرے دل میں جس کی صورت بسی ہو وہ عام کیسے ہو سکتی ہے' عام تو وہ ہے جس سے میں پیار نہیں کرتا۔ میرے لیے کھلتا ہوا رنگ بھی عام ہے۔ میری نظر میں تم وہ ہیرا ہو جس کا کوئی مول نہیں۔"

اک آخری پھانس تھی وہ بھی نکل گئی تو اس نے خود کو ہلکا پھلکا محسوس کیا۔

"تم تو اپنی ہی ذات کے تانے بانے میں کھوئی رہیں کبھی میری محبت کو محسوس ہی نہیں کیا۔"

"چاند مبارک ہو۔" بات کاٹ دینے پر وہ ہنس پڑا۔

"تمہیں بھی' بازار چلو گی۔" اثبات میں سر ہلا کے اس نے دیکھا۔

"کونسا سوٹ پہنوں؟"

"جو بھی پہن لو تم پہ تو سارے رنگ اچھے لگتے ہیں۔"

"آج میں آپ کی پسند زیب تن کرنا چاہتی ہوں بتائیں ان میں سے کیا پہنوں۔"

"یہ سوٹ میں نے تمہارے لیے بڑی چاہ سے خریدا تھا۔"

بلیک کلر کی شرٹ اور تین گز کا بلیک دوپٹہ جس کی شرٹ پر مسٹرڈ کڑھائی بہار دکھا رہی تھی مسٹرڈ شلوار کے ساتھ' اسے خود بھی اچھا لگا۔ کچھ ہی دیر بعد وہ چاند رات کا لطف اس کے ساتھ اٹھا رہی تھی۔ انواع اقسام کی چیزیں کھاتے شرارتیں کرتے وہ اسے ڈھیر ساری رنگ برنگی چوڑیاں پہنا رہا تھا۔

✲ ✲ ✲

"عید مبارک۔" نماز عید ادا کر کے وہ سیدھا گھر آیا۔ جہاں سفید رنگ کے خوب صورت سے سوٹ میں سجی بنی وہ قیامت ڈھا رہی تھی۔ سر پر آنچل ڈال کے گجرے والا حنائی ہاتھ پیشانی تک لے جا کر جب "عید مبارک" کہا تو وہ بے ہوش ہونے کی ناکام کوشش کرنے لگا۔

اس سے دلکش تو نظارہ نہیں دیکھا میں نے

تیرے اختیار سے باہر میری پناہوں سے فرار

اس کی طرف جھک کے بڑے شرارت سے اس نے شعر پڑھا تھا۔ نبیل فاروقی کو تو جیسے دونوں جہاں کی دولت مل گئی تھی۔ اس کا کانپتا' لرزتا جسم اس کی پناہوں میں تھا۔

"آپ نے مجھے معاف کر دیا نا نبیل؟"

"نہیں۔" ادھر سے اطمینان بھرا جواب موصول ہوا مگر اس "نہیں" میں چھپا اقرار اس نے پا لیا تھا۔

"شکریہ نبیل۔" سر اٹھا کے دلکش نے اس کی آنکھوں میں دیکھا تھا۔ "اس طرح مت دیکھو دلکش مجھے کچھ ہو رہا ہے۔" اس کی آنکھوں کے خفیف اشارے پر وہ سٹپٹا کے اسی کے سینے میں منہ چھپا گئی۔ نبیل فاروقی کے فلک شگاف قہقہے نے اسے سرخ کر دیا۔

جانے کیوں آپ کے رخسار دہک اٹھتے ہیں

جب بھی کان میں چپکے سے کہا عید کا چاند

نبیل نے اس کے کان کے پاس جھک کے شعر پڑھا۔ اس کا بہکا بہکا انداز' وارفتگی' مسحور کر دینے والی آنکھوں سے جھلکتا اس کے لیے بہت سا پیار اس کے اندر تک سکون پھیلا گیا۔ اپنی غلط سوچ کا تاوان وہ دے چکی تھی اور اب اس کے دل' دماغ اور سوچ میں نبیل تھا اس کے لیے ڈھیر سارا پیار تھا' بدگمانیاں اور کدورتیں مٹ گئی تھیں۔ قسمت اور محبت ان دونوں پر مہربان تھی پھر انہیں کس چیز کی کمی محسوس ہوتی۔

"عید مبارک دلکش۔" اس کے گرد بازوؤں کا حصار تنگ کرتے ہوئے نبیل فاروقی نے محبت سے چور لہجے میں کہا۔ اطمینان کی سانس لیتے ہوئے اس نے بھی کہا تھا ہولے سے۔

"آپ کو بھی۔"

✲ ✲